

اکرام اللہ ساجد

نقد و تحقیق

اہل سُنّت کون؟

عنوان ان کے، متن ہمارے!

حال ہی میں "انجمن احیائے اہل سنت علی پر صچھ" کی طرف سے دو بیانات شائع ہوئے ہیں۔
پہلے بیانات کا نام ہے:
"مسکِ حق اہل سنت و جماعت ہے!"

سوار صفات کے اس کتاب پر میں صفت نے "مسکِ اہل سنت و جماعت" کی حقانیت ثابت کرنے کے بعد اپنے بارے تراہل سنت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جب کہ اپنے منافقین کو سبے بڑے ہی اہل بدعت قرار دیا ہے۔ — مندرجات کیا ہیں؟ — ان کا بھی سرسری جائزہ یا جائے گا، تاہم زیادہ گفتگو اس کے نائیں یقین اور پر نیت لائن والے صفحہ پر ہوگی، جو اس دعوے کی صداقت یا بطلان کے لیے کافی ہوگی — ان شاء اللہ!

بیسا کرتا بچ کے نائیل سے فاہر ہے، اس کتاب پر کے لکھنے والے فاضل ذیشان بھی ہیں، انفل ا بن مناظر بھی، حضرت مولانا بھی، حکیم بھی، حافظ بھی اور علام بھی! — پھر جن کا وہ فیضان تربیت ہیں، وہ استاذ الایمان ہونے کے علاوہ جغرالعلوم بھی ہیں، شیخ الحدیث والتفسیر بھی، حضرت علام بھی، حافظ بھی، نقشبندی بھی، بجدوی بھی اور مفتی اعظم استاذ عبالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھی! —
— یا یہ، ہم دیکھتے ہیں کہ نائیل کی تیسری سطہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کے چند الفاظ "یوم تبیص شو و جو و تسو و و جو و" کے اعراب بھی وہ درست نہیں لکھ کے پھر اسی سطر کے باقی ماندہ الفاظ "قال اللہ تعالیٰ فَكَلَمُ الْمُحَمَّدِ" میں اپنی فتح نوکا ایک بے ش

خونزہیں اور اہل علم حضرات کے علاوہ مبتدی طالب علموں کے لیے بھی خصوصاً لائی توجہ! —
عموماً ہوتا یہ ہے کہ ایسے ہی فاضل حضرات اپنی غلطیوں کی ذمہ داری بیچارے کا تب کے سرخوب
دیتے ہیں، لیکن اولاً تو یہ کتابت کی غلطیاں نہیں ہیں، ثانیاً کتاب صاحب بھی کچھ کم شرف و مجد کے
حامل نہیں ہیں — جیسا کہ صفحہ ۲ سے ظاہر ہے، وہ گولد میڈل است بھی ہیں، ایم۔ ائے بی ایس سی بھی اور
”فناک“ نے گدایاں آستانہ عالیہ بھی — علاوہ ازیں چونکہ کتاب بھی ہیں، لہذا اصول کتابت کے محاذ
سے کتابچہ کے صفحات فخر غلط لگائے ہیں — انہوں نے پہلے دو صفحات شمار نہیں کیے تینی رے
صفحہ پر کوئی فہرنسیں دیا اور چوتھے صفحہ کو صفحہ نمبر ۷ شمار کر کے آخر لگتی ہے ایک پہنچائی ہے، جو کہ اصول ۱۶
۱۶ تک ہونی چاہیے تھی — یہ وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ ہماری طرف سے حوالہ دیتے وقت
اگر کہیں صفحہ نمبر کا اختلاف واقع ہو تو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے توفیق فلان صفحہ پر فلاں عبارت درج نہیں
کی! — بہر حال ح

ایں ہمنفانہ آفات اسٹ !

اب لیے اس کے مندرجات کی طرف :

فاضل ذیشان مسلک حق کی تلاش میں روانہ تو بیرونی و عاقبت ہوتے ہیں، اور ان کے سفر کا نقطہ آغاز
بھی درست ہے، لیکن پھر بھول بھلیوں میں گم ہوتے چلے گئے ہیں — ڈوب ڈوب کر بھرتے
اور ابھر ابھر کر ڈوبتے رہے ہیں — بعض مقامات قوان کے لیے بڑے پختغڑتباٹ ہوتے
ہیں وہ بھے کہ بالآخر جب ساصل مراد پر پہنچتے ہیں تو پہنچانے اسی نہیں جاتے کہ یہ وہی ہیں جو دعائے
مسلک حق اہل سنت و جماعت رکھتے ہیں، یادہ کہ جو سحر نفلات میں بڑی طرح فرطے کھاتے ہے
ہیں؟

ان کا پورا آٹا بچہ اسی اجمال کی تفصیل ہے — چنانچہ اس کا اندازہ قائدین کرام کو ان کے
درج ذیل طرزِ استدلال سے ہو گا، جو انہوں نے مسلک اہل سنت و جماعت کو ختنہ ثابت کرنے
کے لیے اپنایا ہے :

پہلے رہنہوں نے ”اَهُدُّوَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کے حوالے سے ”صراط مستقیم“ کی ضرورت
کا احساس دلایا ہے — پھر ”صراط مستقیم“ کی پیچان بتائی ہے کہ یہ ان لوگوں کی راہ ہے
جو اللہ کے اقام یافتہ بندے ہیں — اس کے بعد انہیم ایضاً مکان کی نشانہ ہی سورة الشاعر کی
ایک آیت کے حوالے سے ہے کہ سلم ”اللَّهُ تَعَالَى كَانَ لِلشَّاعِرِ مَعَابِرَ كَانَ مَهْدَى عَظَامَ“

اور صلحانے کرام (اویسیے کامیں) پر ہوتا ہے! ”۔۔۔ پھر ناجی گروہ پر ”ما ان اعلیٰ واصحابی“ سے استدلال کرتے ہوئے تابعین عظام، تب تابعین کے علاوہ غوث، قطب، ابدال، اوتار وغیرہ بہ کون ناجی گروہ، صاحب کرام کی راہ چلنے والے اور ایک ہی طریقہ و عقیدہ کے حوال قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ:

”ان میں سے کسی ایک کی اتباع کرنے والا سب کی اتباع کر رہا ہے، یا بالفاظِ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اویسیے کامیں کی اتباع کرنے والا صاحب کرام“ اور جناب رسول مقبل صلی اللہ علیہ وسلم کی صحی اتباع کر رہا ہے؟“
اس کے بعد سورہ لقمان کے حوالے سے ایک ارشادِ خداوندی:

”۔۔۔ میرے برگزیدہ بندوں کی اتباع کرو۔۔۔“ نقل کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ:
”ان اشاد والوں کی محبت و معیت کے ساتھ ساتھ ان کی اتباع بھی لازم ہے!“ (ص)

”ان تمام مقدس سنتیوں کو اور ان کے طریقہ پر چنان ہی باعثت نجات ہو سکتا ہے!
افقرہ درست کریجئے، آئندہ ایمیشن میں کام آئے گے۔۔۔ ناقل۔۔۔ (حوالہ اینما)
”اویس ام الرحمان“ کی بارگاہ میں گزر اہواز ہر لمحہ عبادت، اور ان کی عفن پاک میں یا گیا ہر سانس نجات و نیفڑت کا سبب بن جاتا ہے!“ (ص)

— اس کے بعد مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کی یادِ تائی ہے تو ”ایجادِ العلوم“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ ہیں جو ”ما ان اعلیٰ واصحابی“ کا مصدر اسیں (طبعاً ص۹)
اسی سلسلیہ سفیان ثوری، امام غزالی، ملا علی قادری، محمد الف ثانی“ کے اقوال نقل کر کے پھر اپنا نک ہتھ سے بڑی طرح اکھڑے ہیں کہ

”آج لے ان کی پناہ آج مردانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر تو مان گیا!“ (ص۱۱)

اس کے بعد فرمان حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ“ کے زیرِ عنوان اور ”حضور حرفت دلتائی“ بنخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ“ ”شیع محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ وغیرہم سے فرقہ تاجیہ اہل سنت و جماعت کی سند لائے ہیں، اور ”حرفت آخر“ میں مشورہ دیا ہے کہ:

”یہیں چاہیے کہ ما ان اعلیٰ واصحابی کے تحت مسلکِ حق اہل سنت و جماعت

کے عقائد کی پیروی کریں“

علام صاحب! — یہ صراطِ مستقیم ہے یا خطِ سخت؟ — مسکنِ حق اہلِ سنت و جماعت ہے، یا چوں پھون کام رہے؟ — واللہ! اگر ہمیں یہ خدا شہر نہ ہوتا کہ بعض سادہ دل ان ہنریات کا شکار ہو جائیں گے، تو اس پتھر کے کازٹس لین تو کجا، ہم اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے! — آپ نے انعام یا فتنگان "انبیاء و صدّيقین و شہداء و صالحین" کی صفت میں "غوث، قطب، ابدال و اوتلان" کو لا گھٹیرا ہے، ساتھی ساتھ "ماانا علیہ واصحابی" کی رث بھی جاری بھر، ذرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ان کا وجود تو ثابت کیا ہوتا! — پھر آپ کو یہ حق کس نے دے دیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا غلط ترجمہ کریں؟ — مشاً آپ نے صفحہ ۲ پر لکھا ہے: "چنانچہ فرمایا" ایمان والوجب مجھ سے صراطِ مستقیم پر استعامت کا سوال کرو تو ساتھی یہ بھی عرض کر دیا کرو مولا ہمیں اس صراطِ مستقیم پر قائم رکھنا جس پر تیرے انعام یا فتنہ بندے ہیں (فاتحہ)۔"

اس عبارت کی ابتدا میں "چنانچہ فرمایا" — اور آخر میں "فاتحہ" کا حوالہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے — ذرا نشانہ اسی فرمائیں کہ کہاں؟ — اس سورہ کے وہ کون سے عربی الفاظ ہیں، جن کا یہ تھیک تھیک ترجمہ ہے؟ — ورنہ پھر یہ تسلیم کریں کہ آپ فتن صحت کی ابجید سے بھی واقف نہیں ہیں اور بے خطر اس میدان میں کو دپڑے ہیں، جس میں بڑے بڑوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں! — یہی حضر آپ نے سورۃ النساء کی آیت ۶۹ کا کیا ہے یہاں بھی آپ نے "ارشاد ہوتا ہے" سے بات شروع کر کے، آخر میں (نساء) لکھا ہے،

جب کو دریانی عبارت درج ذیل ہے:

"اللہ تعالیٰ کا انعام انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداء عظام اور صلحاء کرام (اویلائے کاملین) پر ہوتا ہے" (ص)

حالانکہ وہاں ارشاد یہ ہو رہا ہے کہ:

"جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدّيقین اور شہداء اور نبیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں؟" (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

اگر آپ کو یہ اصرار ہو کہ ہم نے ترجمہ نہیں، مفہوم درج کیا ہے، تو کوئی شخص آپ کی اس عبارت سے یہ مفہوم بھی اخذ کر سکتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا انعام انبیاء کرام، صحابہ کرام، شہداء عظام اور صلحاء کرام پر ہوتا ہے" کیونکہ مفہوم "جس تباہ" اس مفہوم میں کیا باحت

ہے، جو آپ کی بارت سے ٹھیک ٹھیک مترشح ہے؟ — لیکن اس مفہوم نے بات کہل لیک پہنچادی؟ — آپ پانچ بارے ہی بتائیں، آپ پراللہ تعالیٰ نے آج تک کرنی انداز نہیں فرمایا! — ہر کم وہ رپاس منیم حقیقی کے النامات کی تو کوئی انتہا ہی نہیں! — لگے ہاتھوں، آپ کو یہ میں بتا دیں کہ ہم اسی ذاتِ باری تعالیٰ کی پناہ یتیھے اور اسی سے مدد انتہے ہیں! — فلکہ الحمد! محترم! اپنی اس جہالت کو معمولی نہ کہئے، قرآن مجید کی آیات کے ترجیح و مفہوم میں معمولی سارہ و بدل بھی بڑے خوفناک اور بھیاںک نتائج پیدا رتا ہے — مطلب برآری کے لیے ترجیح و مفہوم کو توڑ مرد ڈر پڑیش کرنا، الفاظ کران کے سیاق و سبق سے الگ کر کے ان سے پانے مز عوہر مقامہ و معانی کشیدہ ٹا تفسیر بالائے ہمکے ذلیل میں آتا ہے، جس پر کتب و متون میں جہنم کی دعید نالی گئی ہے، لیکن آپ لوگوں نے یہ وظیفہ ہی بنالیا ہے — چنانچہ اس طرزِ عمل نے آپ کو فرید شرداری تو آپ نے صد پر لکھ دیا،

”ارشاد ہوتا ہے“ میرے برگزیدہ بندوں کی اتباع کرو (لقان)

ذرابت لیتے، سورۃلقان کی کون سی آیت ہے، جس کا یہ ٹھیک ٹھیک ترجیح ہے؟ — آپ نے نہ آیت کا نہ بردیا، نہ اس کے الفاظ درج کیے، اس لیے کہ اس صورت میں ہیرا پھیری ملنے نہیں۔ پھر یہ، ہیرا پھیری یہیں پر ختم نہیں ہو گئی — اس سے انگلی بارت یوں ہے:

”ہدایت یا فتنہ لوگوں را بیساۓ کلام، صحابہ کلام، شہداء کلام، مسلمانوں کی راہ پر طپی (اعلام)“!

— صفحہ ۶ —

یہاں بھی آپ نے نہ آیت کے الفاظ درج کئے ہیں اور نہ آیت کا نہ بردیا ہے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ تجویز اخذ کرنا ممکن نہ تھا، جو برکیت میں اور پھر بعد میں بھی اخذ کیا گیا ہے — قارئین کلام! آپ حیران ہوں گے، مذکورہ مطلب سورۃالاغلام کی آیت ۹۱ کے الفاظ ”أَوْلَىكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَقِيمُهُمْ دُهْمًا فَقْتَدَهُ“ سے کشیدہ کیا گیا ہے — جن کا تخت المظلوم ترجیح ہے:

”یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے پس ساتھ ہدایت ان کی کے پریو کر لے!“

(ترجمہ شاہ رفیع الدین)

لئے یہ وہی ترجیح القرآن ہے، جس کے آپ حضرت یزیر سے نکاتے رہتے ہیں، لیکن اس نفلی ترجیح میں غلبہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی بھی خواہش نפש کے ایسا کو غلط روی کی گنجائش نہیں مل پاتی۔ آئندہ چند سطور پر ٹھنے سے آپ کو اس ام کا شمول اعلان ہو گیا تھے

اس سے قبل سورہ الانعام میں ۱۸ انبیاء کے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرائی مذکور ہیں، جن کی
ہدایت کی اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے — مولانا نعیم الدین مرادبائی،
جن کی تفسیر مولانا احمد رضا خاں بریوی کے ترجیح القرآن پر موجود ہے، اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:
”سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں، کیونکہ خصال و کمال و ادعاتِ شرف
جو بعد اجدا انبیاء کو عطا کئے گئے تھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سب کو جمع فرمادیا اور
آپ کو حکم دیا۔“ فہمہ اہم اقتضاء ”وجب آپ تما انبیاء کے اوصافِ کمالیہ کے جام ہیں
ترے شک سب سے افضل ہوئے یہ
تاریخِ کرام، آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ:

- ۱۔ آیت میں ”پیروی کر“ (”اقتنہ“) کا ترجمہ کے مخاطب تنہ حضور کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
جن کی ہدایت کی پیروی کا حکم دیا جا رہا ہے، وہ انبیاء کے کرام علیہم السلام ہیں۔
- ۲۔ یعنی مسلکِ حق اہل سنت کے پیغمبر کیا، جو ہمارے مخاطب ہیں، یہ لکھ کر کہ
”ہدایت یافتہ لوگوں (انبیاء کے کرام، صحابہ کرام، شہداء کرام، صلحاء کرام) کی راہ
پر چلر“ گویا:
- ۳۔ قرآن مجید کے حوالے سے ہم سب افرادِ امت کو مذکورہ حکم شارہ ہے ہیں۔
ادعا کریے خطاب ہم سے ہیں، تو پھر
- ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اپنے امیتیوں کے پیچے لگانچاہہ ہے ہیں۔
کیونکہ آیت میں خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے — حالانکہ آپ وہ ہی ہیں
کہ جن پر ایمان لانے کا تما انبیاء کے کرام علیہم السلام سے روزِ ازل عبدیا گیا تھا — مولانا نعیم الدین
مراد آبادی کی بارت میں حضور انتہ斯 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ملاحظہ ہو، اور دوسری طرف
انہی کے ایک نام لیوا، حضور کے ”ناشت صادق“ کی آپ کے حق میں گستاخی اور آپ کی تلقین ملاحظہ
ہو (الیاذ بالشاد!)

فاضلِ ذیثان صاحب، کیا علمائے کرام کی یہی شان ہے؟ — ان کی امانتِ فرمات
کا کیا یہی رنگ ہوتا ہے؟ — آپ نے اپنے اس زیرِ نظر اور دوسرے پنفلٹ میں بھی اپنا
موقف ثابت کرنے کے لیے بہت سی کتابوں کے حوالے دیتے ہیں — مذکورہ صورت میں

کے تحت آپ خود ہی بتلائیں کہ ان حوالوں کا کہاں تک اعتبار کیا جاسکتا ہے؟ — جب فاتح کے کلام قرآن مجید کی لاج آپ نے نہیں رکھی، تو مخفوق کے اقوال سے آپ نے کیا سلوک کیا ہے گا؟ — کیا ہم یہ سچنے میں حق بجانب نہیں کر جس نے اللہ رب العزت پر جھوٹ باندھنے سے گریز نہیں کیا، وہ بندوں سے کس دردیہ کا منعکب ہوا ہو گا؟

علام رضا صاحب! آپ نے دیکھ لیا، اس ہیرا پھری کا کس قدر اندوہناک نتیجہ برآمد ہوا ہے؛ — یہ سب کچھ آپ نے "صلوٰر پرستی" کے شرق میں کیا ہے — یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے کہ: "ان اللہ والوں کی محبت و عیت کے ساتھ ساتھ ان کی اتباع بھی لازم ہے" (امت)

چنانچہ ہمہاں آپ کا طرزِ استدلال باعثِ افسوس ہے، وہاں یہ نتیجہ بھی قرآن مجید، صحابہ کرامؐ اور صلحاءٰ امت، سب سے تھا لگانے والی بات ہے — اس نتیجہ کی بدلت ہم آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ اس گئے دور میں بھی اللہ والوں کی تعداد کروڑوں سے متعدد ہو گی — ہمیں چھوڑ دیجئے آپ کے اپنے بھی کیا تھوڑے ہیں؟ — اگر ان سب کی اتباع لازم ہے، تو آپ نے کتنے نبی اور رسول بنارکھے ہیں؟ — ہم تو ہمہرے وہاں یا جو بقول آپکے (معاذ اللہ) حضورؐ کی شان گھساتے ہیں، آپ فرمائیے، آپ نے مندرجہ سالت کے لیے کون کون سے نام تجویز کر رکھے ہیں؟ — کیا آپ حضور ارم مصی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہیں؟ — مرزائوں میں کیا عیب ہے؟ — یہی نا، کہ انہوں نے صرف ایک بنی بنا یا اور غیر مسلم قرار پایا؛ آپ نے تو کروڑوں بنا ڈالے! — کیا یہی صراحت مستقیم ہے؟ "ما اناعلیہ واصحابی" کے حوالے سے تلایتے، کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم گھیعن نے خود میں سے کسی ایک کی بھی اتباع کسی دوسرے پر لازم قرار دی؟ — وہاں توحالت یقینی کر ایک بڑھیا نے عمر فاروقؓ ایسے جلیل القدر صحابی، خلیفہ، راشد کو بر سر عالمؐ کوک دیا تھا — صدیق اکبر شی اللہ تعالیٰ عنہ غلطیقۃ الرسول ہونے کے باوجود دیا اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ "لوگو! اگر میں اپھا کام کروں، تو میری مدد کرو، اور اگر کوئی غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دو!" — صحابہ کرامؐ کے بعد صلحاءٰ کرام کی طرف آیتے! — آپ ضفی مقلد ہیں اور امام ابوحنیفہؓ کو صالحین سے بھی کچھ اپر ہی سمجھتے ہوں گے — کیا انہوں نے اپنی اتباع دوسروں پر لازم قرار دی؟ — اس کے بغیر تقریباً تمام امّت نے بشمول ان کے اخاذ صحن الحدیث فہومذہ بھی "کافرہ حق بلند کیا ہے — امام ماک" کا یہ قول شہرو رمروف ہے کہ:

”ما من أحد إلا قوله مقيول أو مردود عليه إلا

صاحب هذا القبرة“

”تم میں سے ہر کسی کی بات قبل بھی کی جاسکتی ہے، اور مُحکم اُبھی جا سکتی ہے،
سوائے اس صاحبِ قبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے!“

— یہ بات آپ نے اس وقت کہی تھی، جب خلیفہ وقت نے آپ کے سامنے یہ
تجھیز کھی تھی اپنے کتاب موڑنا کو محکمت کا درستور بنالیا جائے — مطلب واضح ہے کہ
آپ دوسروں پر اپنی اتباع لازم قرار دینے کے تاب نہیں تھے، لہذا یہ کہہ کر خلیفہ کی پیشکش مُحکم اُبھا
— دور کیوں جائے، پانے ”حضور غوث اعظم“ سے ہی سند لیجئے، آپ فرماتے

ہیں :

”لَيْسَ لِنَا بَقِيَّ غَيْرَهُ فَنَتَّبِعُهُ وَلَا كِتَابٌ غَيْرُ الْقُرْآنِ فَنَعْمَلُ بِهِ
فَلَا تَخْرُجْ عَنْهُمَا فَتَهْلِكْ فِي ضَلَالٍ هُوَ أَكْبَرُ وَالشَّيْطَانُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :
وَلَا تَشْبِعِ النَّهَوِيَ فَيُضْلِلُكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُ“

(فتح الغیب، ما شیر غذیۃ الطالبین، ص ۲۹۶)

”بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی دوسرا بنی نہیں، جس کی ہم اتباع کریں،
اور نہ ہی قرآن مجید کے علاوہ کوئی کتاب، جس پر ہم عمل کریں — رائے
طالب ہدایت !) ان دونوں (کتاب و سنت) سے باہر نہ کل، ورنہ تو ہلاک ہو
جائے گا، اور تیری خواہش نفس اور شیطان تجھے گمراہ کر دیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے : ”خواہشات کی پیروی ذکر، یعنی تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گی !“
کیوں جناب، کچھ آپ سمجھیں ؟ — خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، ان الفاظ نے
ہمارے ذمکرہ بالا استدلال : اگر ان سب کی اتباع لازم ہے، تو آپ نے کتنے بنی اور رسول بنا
رکھے ہیں ؟ پڑھی ہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ یہ استدلال درست ہے — کیونکہ امت
پر صرف بنی ای کی اتباع لازم ہے، سب اللہ والوں کی نہیں ! — ورنہ سوچئے، کلم طیبہ میں صرف
”محمد رسول اللہ“ کی تخصیص اُخر کس لیے ہے ؟ — کیا آپ کو کلم طیبہ کے معانی بھی نہیں آئے ؟
مزید قریب آئیے، آپ نے پانے اسی کتاب پر کسے صفحہ پر خود لکھا ہے :
”ارشاد خداوندی ہے“ لے ایمان والوں، اگر تمہارا کسی بات پر تباہ ہو جائے تو اللہ اور

رسول کی طرف رجوع کیا کرو رسماء) ”

—قطع نظر اس سے کہ یہاں بھی آپ نے حسب عادت، آیت کے ترجمہ میں اسے ایمان والوں کے بعد ”اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی بھی شے“ کے الفاظ گول کر دیئے ہیں۔ آپ کے باقی مانند الفاظ بھی یہ گواہی دینے کے لیے کافی ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی کی بھی اطاعت سے اتباع لازم نہیں؟“

اسی لیے تو اولی الامر کی اطاعت کے ترجیحیں پیدا ہونے والے مکنن تنازعہ کو حل کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کا حکم دیا جا رہا ہے! — لیکن ادھر صفحہ ۶ پر آپ فرماتے ہیں کہ:

”انہ اللہ والوں کی محبت و محیت کے ساتھ ساتھ انہ کی اتباع بھی لازم ہے؛“

منظرا بن مناٹ اصحابِ ان دونوں مبارکتوں کو خبیر پڑھئے — ان میں سے پہلے الفاظ سورۃ الشام کی اس آیت کا ترجیح ہے، جس کا ادھورا ترجیح آپ نے نقل کیا ہے، جب کہ دوسرا عبارت بھی آپ کی اپنی ہی ہے — فرمائیے ان میں کہاں تک مطابقت ہے؟ — دیسے مولانا، پچی سچی بتائیے، آپ نے یہاں بھی جو الفاظ گول کئے ہیں، کہیں جان یوجہ کر گول تو نہیں کئے، تاکہ اللہ والوں کی اتباع لازم قرار دی جائے؛ — خدا را، کسی آیت کو تعریف کیا ہوتا — کہیں تو خدا خونی سے کام لیا ہوتا!

مزید ترجیح، آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

”ان تمام مقدس ہستیوں کے طریقہ پر چنانی ہی باعث نجات ہو سکتا ہے!“ (صل)

— محترم، اگر یہی بات ہے تو ”ما ان اعلیٰ واصحابی“ کا مطلب کیا باقی رہ گی؟ — یعنی اندریں صورت اس فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت سے مطلع فرمائیے! امید ہے، بات سمجھ میں آگئی ہوگی — اگر نہیں قریم وفاحت کیے دیتے ہیں کہ صفو و پرائی خود ”احیاء العلوم“ کی عبارت کا درج ذیل ترجیح درج کیا ہے:

"جب جناب رسول کرم علیہ الصلوٰۃ والاسلام سے پچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقہ ناجیر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا "وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے پھر غرض کی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ آپ نے فسر مایادہ میرے درمیرے صحابہ کرام کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے"۔
بات سمجھانے کی غرض سے اس عبادت کا یہ تختصر مفہوم بالکل درست ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنا ہی باعث نجات ہو سکتا ہے"

یعنی آپ ہی یہی فرماتے ہیں کہ:

"ان تمام مقدس، مستیوں رجن میں آپ کے اللہ والے بھی شامل ہیں) کے طریقہ پر چلنے ہی باعث نجات ہو سکتا ہے"

بتلائیتے، ان دونوں میں سے کون کی بات درست ہے؟ — ظاہر ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہی درست ہے، جو "ما ناعلیہ واصحابی" تک محدود ہے! — اور آپ کی بات غلط ہے جو "ما ناعلیہ واصحابی و شدائد کرام واللہ والے و مقدم مستیوں" تک طویل ہوتی چلی گئی ہے! — حضور توانی گردہ اور اہل سنت و جماعت کی تعریف صرف "ما ناعلیہ واصحابی" بتلائیں، اور آپ حضور کو یہی لفظ دیں کہ "نہیں ہیں یا رسول اللہ ان میں درستے بھی بہت سے لوگ شامل ہیں"! — پھر بھی آپ پہکے اہل سنت کے اہل سنت اور ناجی کے ناجی!

ہ اتنی نہ بڑھا پا کن دام کی حکایت
دام کو ذرا ریکھ ذرا بند قبا دیکھا!

ذرا ستائیجھے، اور پھر فرید آگے بڑھے! — صفحہ پر آپ تمام اللہ والوں کی اتباع لازم قرار دے رہے ہیں، لیکن اس سے الگے صفحہ پر یہ یعنی بھی روایا ہے کہ:
"(آج) تصورت جیسے پاکزہ شخص میں بھی کالی بھیڑیں موجود ہیں جو تصوف کا باہدہ اوڑھ کر مسلک اہل سنت و جماعت کو بدناہم کر رہی ہیں، وہ اولیاء اللہ نہیں بلکہ اولیاء الشیطان ہیں؟"
— اور پر کے آئینے میں جھانک کرتلائیتے کریں کالی بھیڑیں کون کی ہیں؟ — پھر اس حقیقت سے انکار کیجئے کہ آج ہر جا فیض اعلیٰ اسلامیت rasailojaraid.com © کیا ان سب کی اتبع لازم

ہوگی؟ — دردہ آپ کے پاس ولایت کا معیار کیا ہے؟ — آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اسی متنماً پر یہ معیار درج کیا ہے کہ:

”ولی صرف اور صرف وہ ہو سکتا ہے جو شریعتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل طور پر

پابند ہو۔ بقول پیر سعید سعید

خلافت پیر سعید کے راہ نزید کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد سیہا! (عد)

— معاف کیجئے گا، یہ معیار اگر پر درست ہے، میکن آپ مشلاً اپنے بارے ہی بتلائیے کہ شریعتِ مصطفویہ کی پابندی کے بھی دعویٰ ہیں اور مسکٰ حق اہل سنت و جماعت کے حوالہ ہونے لگے بھی، میکن ”خلافت پیر“ چلتے ہوئے ”مالا علیہ واصحابی“ پروفائز کرتے اور قرآن مجید ایسی پاکیزہ کتاب میں تحریفِ معنوی سے بھی بازنہیں آتے — کیا آپ کل بھی اتباع لازم ہوگی؟ — ہم اور یام اللہ کی ولایت کے انکاری نہیں، ہاں ہم ہر مرعنیٰ ولایت کو مقصوم قرار دے کر اس کی لازمی اتباع کے انکاری نہیں — کیونکہ لازمی اتباع صرف اس سنت کی ہوگی، جو مقصوم ہے اور جو علوق میں پیر سعید کے علاوہ اور کوئی نہیں! — ہمارا یہ عقیدہ نوٹ کر لیجئے! — جب کہ آپ کے عقیدہ سے ہمیں شدید اختلاف ہے، جو آپ نے اس مقام پر سکھا ہے — الفاظ ملاحظہ ہوں:

”ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص شریعتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تارک ہے

اجذوب بحکم و انتہم سکاری اس قانون سے مستثنی ہیں (وہ ولی توکی

کامل الالیمان مورمن بھی نہیں ہو سکتا“ (ص)

بریکیٹ میں درج شدہ اپنے الفاظ کی وضاحت فرمائیے، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ —

”وانتم سکاری“ والی آیت کا تعلق شراب سے ہے — ”لہذا“ سکاری“ وہ ہے جو شراب سے مست ہو — اندریں صورت“ مجدوب بحکم و انتہم سکاری“ کا معنی ہے: ”مجدوب جو شرابی کے حکم میں ہے؛“ — اس مجدوب شرابی کو آپ شریعتِ مصطفویہ کی پابندی کے قانون سے مستثنی قرار دے رہے ہیں — آخر کس خوشی میں؟ — کتاب و سنت میں تو شرابی کے لیے سزا مقرر ہے، اور آپ اسے ولی کامل قرار دے کر ”ان مقدس ہستیوں“ کی اتباع بھی لازم قرار دے رہے ہیں! — بھلا اس عقیدہ کو کون قبول کرے؟ — یہی مجدوب تو ہیں جو اسی خدا بنے بیٹھے ہیں اور عوام تو عوام رہے، آپ ایسے ”فاضل ذیشان“ بھی ہیں یہ خوشخبری سنائے ہے میں کہ:

”ان کی بارگاہ میں گزارہوا ہر گھنی عمارت اور ان کی محفل یا کہ میں یا اگر یا ہر سنس بخت د

مغفرت کا سبب بن جاتا ہے؟

نیز یہ دعوت دیتے ہیں کہ

آج لے ان کی پناہ آج مد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر تو مان گیں!

کیا یہی ہے آپ کا عقیدہ اور مسلک اہل سنت و جماعت؟ جو قرآن مجید کے پیشے
صفر اور پہلی ہی سکون کے انفاظ "إِنَّا لَنَا لَهُ تَعْبُدُ" ایسا کافیست "أَسْتَعِينُكُمْ" کے سارے خلاف
ہے! — ہم آپ کو اللہ کا واسطہ سے رکھتے ہیں کہ رب کے حضور مصطفیٰ مانگئے، ورنہ "مسلک اہل سنت
جماعت" پر رحم فرماتے ہوئے اس کا نام بھی نہ لیجئے!

— افسوس مرلانا! آپ کو اس ساری ہنگ و دو سے کی حاصل ہوا؟ — سوبات کی ایک
بات یاد رکھیے کہ طلب اگر صادق ہر تو کتاب و سنت را ہمانی بتایا کرنے میں بس کرتے ہیں — بخات
یافہ گروہ کی اگر آپ کو تلاش ہئی تو قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی آیت یہ مسئلہ حل کر دیتی ہے:
”وَمَنْ تُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَنْهَا اللَّهُ وَيَنْهَا هُنَّا وَلِكَ
هُمُ الْفَاتِحُونَ“ ۱۰

— اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے
گا تو ایسے ہی لوگ کامیاب پانے والے ہیں۔

— اس سے قبل کی آیت بھی ملاحظہ ہو:

”إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمُ
بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطْعَنَا وَأُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ“ ۱۱

— مومنوں کی توبات ہی یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلاے جائیں،
تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو یہیں کہ ہم نے رحکم سن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاج
پانے والے ہیں:

— ہاں اگر بات "مرادِ مستقیم" سے شروع کرنا ضروری تھی، تو پہلے آپ مرادِ مستقیم کی تعریف قرآن کریم سے علوم کرتے — چنانچہ سورہ لیس میں ہے:

"الْعَرَاعَهُدَ إِلَيْكُمْ يَعْبُدُنَّ أَدَمَ أَنَّ لَا تَعْبُدُ وَالشَّيْطَنَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ وَمُّسِيْئُنُّ لَهُ قَاتِلُ أَعْبُدُ وَفِي هَذَا صَرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ"

(لیس : ۴۰ - ۴۱)

"لے بنی آدم، کیا میں نے تم سے یہ ہدایتیں یا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تھا را کھلاڑیوں ہے۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا، یہی مرادِ مستقیم ہے؟" پھر یہ گھری کہ مرادِ مستقیم پر کون ہے؟ — اسی سورہ کی ابتدائی آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لِيْسْ هُوَ الْقُرْآنُ الْحَكِيمُ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ"

"لیس، قسم ہے قرآن علیم کی، بیشک آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔ مرادِ مستقیم پر!" پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت داتباخ کرتے ہوئے، آپ ہی کے تبلائے ہوئے طریقوں (سنّت) کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت مرادِ مستقیم کی جامع و مانع تعریف ہے — یہی کلمہ طبیہ کا مفہوم بھی ہے اور یہی مسلک اہل سنّت بھی! — اسی کو قرآن کریم نے دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت سے تبیر کیا ہے، اور ایسے ہی اطاعت شمار لوگوں کو اللہ درب العزت نے اپنے انعام یافتہ بندوں کی معیت کے حوالہ سے بمحبت کی خوشخبری سنائی ہے:

"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ رَحْمَةً التَّيَّبِينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِيْحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَأْفَقِيْنَا"

(المائدہ : ۶۹)

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرے، تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، یعنی انہیاً عدو صدّیقین و شہدار و صالحین — یہ لوگ کیا ہی اپنے ساتھی ہیں؟" — آپ نے علاج نظر فرمایا، پر را کس قدر آسان، سے خطراً محفوظ ہے؛ —

نجات کی خوشخبری قرآن کریم میں طرح طرح سے انہی لوگوں کو سنائی جا رہی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہیں ۔۔۔ ورنہ آپ جو بہت سے پڑے مانے اور آیاتِ قرآنی میں تاویل و تعریف کے خطرناک مراحل سے گزرنے کے بعد ان بیانات و صدقین و شہادروں مالکین کی اتباع لازم فرار دے رہے ہیں، کیا آپ کو یہ بھی علوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد رصد لقین و شہادروں مالکین تو الگ ہے؟ اب کسی دیگر بنی کی شریعت کی اتباع بھی لازم تو درکر، جائز تک نہیں! ۔۔۔ ورنہ بتلائیے، ہو دی یہاں کیوں اور عیسائی عیسائی کیوں ہیں؟ ۔۔۔ ویسے بھی آپ کو راز کی بات بتلاؤیں کہ آپ کی مزاد صرف "مالکین" سے ہے، ان بیانات و صدقین سے آپ کو کوئی سرو کا رہنیں۔ اس یہے کہ آپ کے مزغمہ عقامہ آپ کو انہی سے حاصل ہوتے ہیں، جنہیں کتاب و مت نت سے قطع نظر، خود آپ نے "مالکین" کا درجہ دے رکھا ہے۔۔۔ مثلاً وہی "محذوب بحکم و انتہ سکاری" والی بات! ۔۔۔ چنانچہ ان بیانات و صدقین سے آپ اس کی سند نہیں لائے ۔۔۔ بہر حال ہم آپ کو بتانا یہ چاہتے ہیں کہ لازمی اتباع کا یہ مقام آج صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ۔۔۔ جس کی اہمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اس ارشاد گرامی سے ظاہر ہے کہ:

"لو كان موسى حيّاً ما وسعة الا اتبعه!"

"اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ کا رہنا ہوتا!"

نیز فرمایا:

"لوبید الکرم قوسی وابتعتموه وترکتمونی لضلالتم عن مسواع الاستبیل!"

"اگر آج موسیٰ" ظاہر ہو جائیں، پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگو تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے!

کاش، آپ علامہ ہونے کے باوجود اس قدر تیم فی العلم ۔۔۔ اور حضور سے عشق صداقت کے دعویدار ہونے کے باوجود وہ آپ کے مقام سے اس قدر بے بہرہ ہوتے ۔۔۔ آہ!

میراث میں ہاتھ آئی ہے انہیں مسند ارشاد

زا غزوں کے تصرف میں مقابلوں کے نیشن

— اور اگرست سے نکات بافتہ گروہ کی تلاشی آپ کا مقصود تھی، تو اس

حدیث پاک کو مکمل نقل کر دینا کافی تھا، جس کا ایک مکمل اپنے نے صفو اول پر درج کی ہے:

”تَقْتَلُ فِي أَمْتَى عَلَىٰ ثَلَاثَةٍ وَسَبْعِينَ مَلَّةً كَالْهَمْ فِي النَّارِ الْأَمْلَةَ“

واحِدَةٌ قَالَ الْوَامِنْ هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنْعَدْتِهِ وَاصْحَابِي“

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالكتاب والسنۃ)

”میری امانت ہترگرو ہوں میں متفرق ہوگی۔ ملتی ذرا صدھ کے سواب سب جسمی ہوں گے۔“

صحابہؓ نے عرض کی، ”اللہ کے رسولؐ! وہ کون لوگ ہیں؟“ فرمایا، ”جس پر میں اور

میرے صحابہؓ ہیں!“

چھڑاں ناجی گروہ کے نام کی تلاش تھی، تو اسی مشکوٰۃ کے ”باب ثواب ابہ الامم“

میں حدیث موجود ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرٌ فِيهِمْ وَلَا يُنْزَلُ طَائِفَةٌ مِّنْ أَمْتَى مَنْصُوبِيهِمْ لَيُضَرَّهُمْ مِّنْ خَذْلِهِمْ حَتَّىٰ تَقُومَ السَّاعَةِ قَالَ أَبْنُ الْمَدِينَيِّ هُمَا صَاحَبُ الْحَدِيثِ سَوَادُ التَّرْمِذِيِّ وَقَالَ هُذَا حَدِيثُ حَسْنٍ صَحِيحٍ“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام خرابی و فساد کا شکار

ہوں گے، تم میں خیر نہ ہوگی رہاں،“ میری امانت میں ایک طائفہ مفسورہ بھی شر ہے

گا کر جو انہیں رد کرے گا، انہیں نعمان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت

برپا ہو — ابین مدینی (رام بخاریؓ کے استاذ) نے فرمایا، وہ (جماعت)

”اصحاب الحدیث“ ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا، یہ حدیث حسن

صحیح ہے!

آپ کو چونکا اس سلسلہ میں ”اصحاب الحدیث“ کا نام آنا گوارا نہ تھا، لہذا ادھر ادھر گھومنے پھرے ہیں — اس نام سے آپ کو اس قدر چوتھی کر کا پ نے ”غَنِيَّةُ الطَّالِبِينَ“ صفا کے حوالے سے، الفاظ ”وَمَا الْفَرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السَّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ تونقل کر دیئے ہیں، یعنی اسی غنیٰۃ الطالبین میں آپ کے ”غَرْثُ الْأَعْظَمِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ“ نے یہ بھی فسریا ہے کہ:

”ما اسمهم لا اصحاب الحديث واهل السنة“ (ص ۱۹۲)

”ان کا نام“ اصحاب الحديث اور ”اہل السنۃ“ کے علاوہ اور کچھ نہیں ؟

حقیقت یہ ہے کہ ”اصحاب الحديث“ اور ”اہل السنۃ“ دونوں نام ایک ہی طائفہ مصروفہ کے ہیں، جیسا کہ اور پر کی عبارت سے ظاہر ہے، اور جن کی شناخت و تعریف حدیث میں بیان ہے کہ : ”ما اناعلیہ واصحابی“ ! یعنی وہ اس طریقہ پر کاربند ہوں گے جس پر میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں ! — لہذا اصل بحث یہ ہے ہی نہیں کہ مسکن حق اہل سنۃ و جماعت ہے یا نہیں ؟ — جس کے لیے آپ نے سولہ صفحے یہ کار سیاہ کر دیے ہیں — ہاں بکہ اصل بحث یہ ہے کہ اہل سنۃ ہیں کون ؟ اور حالات دو اوقات، قول و فعل، نیز تحریر و تقریر کے حوالہ سے ”ما اناعلیہ واصحابی“ کا صحیح مصدق کون ہیں ؟ — پس آپ کو بتلانا یہ چاہیئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مبارک دور میں دین و شریعت صرف اور صرف کتاب و سنت میں مختصر تھے — تقليد اور مقلدین کا ان دونوں نام نشان تک نہیں تھا — لہذا مذکورہ تعریف کا مصدق وہی ہو سکتے ہیں، جو آج بھی کتاب و سنت سے مندرجاتے ہیں — جو ان کے مطابق ہو، اسے قبل کرتے ہیں۔ اور جو خلاف ہو، اسے نہ کردا دیتے ہیں۔ — خواہ کسی کی بات کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ تقدیری جگہ بندیوں سے آزاد ہیں ! — اور وہ لوگ یقیناً اس کے مصدق نہیں کہ جہنوں نے دوائے ”اہل سنۃ و جماعت“ کے باوجود جنفی، بریوی، مجددی، نقشبندی، وغیرہ شبیث تربیت سی بنائی ہیں تاہم سرم دفا اہوں نے کسی ایک نسبت سے ہی نہیں بھائی ! — چنانچہ اب زرادل تھا اس کرنیے :

آپ کے اس کتاب پر کے مائیل پر ”آستانہ عالیہ“ کے الفاظ موجود ہیں — پہنچ تو اسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب و سنت اور ”ما اناعلیہ واصحابی“ کی کسوٹی پر ہی انہیں پر کھٹے اور تیر تباہی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آستانوں کو، جو شرک کے اڈے ہیں، آباد کرنے کے لیے تشریف لائے تھے یا انہیں تباہ و برباد کرنے کے لیے ؟ — صحابہ کرامؓ کا طریقہ عمل اس سلسلہ میں کیا تھا اور کتاب و سنت اس بارے کیا راہنمائی دیتے ہیں ؟ — صحیح سلم، جلد ۲، ص ۶۴۴، رقم الحدیث ۹۴۹، باب الامر بقسمۃ القبر، طبع یروت میں ہے :

”عن أبي هياج الأسدى قال قال على بن أبي طالب الابعثت على ما
بعثت عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتدع تمثالا ولا قبرًا مشرقاً أو سوياً“
”ابو هياج اسدی بیان کرتے ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا، کیا میں آپ کو اس کا آپر
مقرر نہ کروں، جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا؟“
”وَ يَكُونُ كَبْرَى مَقْبُرَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا، أَلَّا تَرَى مَنْدَلِينَ، أَوْ جَوْبَرَى مَجْهِيَّى أَوْ نَجْيَى هُوَ، أَلَّا تَرَى زَمِينَ
كَمَارِ كَرْدَى؟“

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیارے صحابی، آپؐ کے چمازانہ
بھائی، چوتھے فلیزہ راشد حضرت علیؓ کا اظر نہ عمل آپ کو معلوم ہو گیا؛ — صحیح مسلم کی اس حدیث
کو بغور پڑھیے، اپنے ان آتناں کی بنندی کی طرف نگاہ دو ڈائیئے، جو سختہ اینٹوں سے سینٹہ ہوتے
اوہ میوں دور سے نظر آتے ہیں — ساتھ ہی ساتھ صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث بھی پیش
نگاہ رکھیے:

”عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجتصص
القبر و ان يقعد عليه و ان يبدأ عليه“

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ، ۳۷، جلد ۲، صفحہ ۴۴، رقم الحدیث ۹۰)

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو سختہ (سینٹہ)
کرنے، ان کے اوپر بیٹھنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے؟“

— جناب اہل سنت و جماعت صاحب، آپؐ کو ”ما اناعلیہ واصحابی“ کا کچھ
معنی سمجھ میں آیا، اور یہ بھی علوم ہو گیا، ہرگاہ کہ آپ اس طریقے پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟

”ہے ابتدائے عشق ہے رو تاہے کی

آگے آگے دریختے ہوتا ہے کیا؟

آپؐ کی دوسرا نسبت حنفی ہے — لیئے آپ کو فتاویٰ عالمگیری کی بھی سیر کرائیں، جسے پانچ سو
حنفی علماء نے ترتیب دیا، اور پاکستان میں اس کے نفاذ کا آپ مطالبہ بھی کرتے رہتے ہیں —
اس کی جلد اول ص ۱۶۶ آپؐ ہے:

”وَ لِيَسْمِ الْقَبْرِ قَدْرُ الشَّبَرِ وَ لِيَرِيعَ وَ لَا يَجْتَصَصُ وَ لَا يَبْسُى بِرِيشٍ
الْمَاءُ وَ يَكْرَهُ أَنْ يَبْغَى سُلْطَانُ الْقَبْرِ وَ يَلْعَذُ أَوْ يَنْامُ عَلَيْهِ“

او یؤطاعیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط او
یعلم بعلامۃ من کتابة و نعوہ و یکرہ عند القبر
مالعیهد من الشّتّة والمعهود منها لیس الا زیارتہ والدعاء
عندہ قائمًا۔ (طبع مصر ۱۳۱۰ھ)

”قبراً کی باشت کو ان نبایانی جائے، چوکو نہیں۔ اسے پختہ نہ کیا جائے، البتہ پانی
چھپر کئے میں کوئی حرج نہیں۔ اور کمروہ (حرام) ہے کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے،
یا اس پر بیٹھا، سویا، یا اسے روندا جائے، یا وہاں لیل و براز کیا جائے یا کوئی تکڑو غیرہ
لگا کر نشانی قائم کی جائے..... قبر کے پاس وہ سارے کام کمروہ (حرام) ہیں جو
ست سے ثابت نہیں۔ اور سنت سے صرف یہی ثابت ہے، ”قبر کی زیارت اور
وہاں کھڑے ہو کر اس (صاحب قبر) کے حق میں دعا کرنا“
اسی طرح ہماری مع فتح القدير جلد ۲، ص ۱۳۹، فضل فی الدفن، طبع مصر ۱۹۶۷ء میں ہے،
”و یکرہ الاجر والخشب، لائقہما لاحکام البناء والقبر موضع
البلى - الخ !“

”قبر کے لیے پختہ اینٹ اور لکڑی کا استعمال کمروہ (حرام) ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں
کسی عمارت کو پختہ بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہیں، جب کہ قبر تو برسیدگی دویرانی
کی وجہ ہے“

مزید یہ دیکھئے کہ آپ کے امام اعظم ابوحنیفہؓ اور امام محمدؓ کا فتویٰ کیا ہے؟ — امام محمدؓ
اپنی کتاب ”کتاب الاشار“ (ص ۵۵ مطبوعہ کراچی شمسیہ) میں لکھتے ہیں،
”ارفعوا القبر حتیٰ یعرف انه قبر فلا یوطا، قال محمد و به نأخذ
ولا نتری ان یزاد علی ما خرج منه، و نکرہ ان یجচص
او یطین او یجعل عنده مسجد او علم او یکتب عليه
و یکرہ الاجران یینی به او ید خل القیر و لانزی بش
الماء عليه بأسا و هو قول ایں حنیفة رحمة
الله تعالیٰ!“

”قبربس اسی قسم اخراج کر، ایں اپنے ماتھ کا قبر کر لے روندازہ جائے۔“

ام محمد فرماتے ہیں، یہی ہمارا مسلک ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ قبر سے جو مٹی نکلتی ہے، اس سے زائد اس کے اوپر زوالی جائے: ہمارے زندگی یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے یا اس کو مٹی سے لیا جائے، یا اس کے پاس سمجھایا کوئی علامت قائم کی جائے یا اس پر لکھا جائے۔ اور یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر پر پختہ اینوں سے کچھ تغیری کیا جائے، یا قبر کے اندر اس کا استعمال کیا جائے۔ اور یہ قول ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کا ہے:

واضح رہے کہ مذکورہ بularat کے ترجیح میں ہم نے مکروہ کے بعد بریکٹ میں لفظ "حرام" کا اضافہ کیا ہے، تو اس کی دلیل بھی فقہ حنفی سے ہی ملاحظہ ہو:

"واعلمات المکروہ اذا اطلقت في كل امههم فالمراد منه التحرير." (اردو المختار، شرح درر منشار، ج ۱، ص ۲۰، طبع قدیم، مصر) "جان ریکھے، جب ان رفقاء کے کلام میں کراہت کا لفظ مطلق استعمال ہو تو اس کراہت سے مراد تحریر (حرام ہونا) ہے"

اب فرمائیے حضرت! آپ کے ام اعظم اور ان کے شاگرد خاص تو فرمائیں کہ قبر پر اس قدر مٹی ڈالی جائے کہ وہ بحیثیت قبر بھانی جاسکے، لیکن یہ آستانے آسان سے باہمی کرتے نظر آئیں — وہ تو قبر کو پختہ کرنا کجہار ہا، اس کو مٹی سے لینا بھی حرام قرار دیں، اور آپ انہیں سینٹ کر کے ان پر مٹکر بھی کر دیں، سونے کی پان بھی چڑھا دیں — وہ قبر پر کچھ تکھنے سے منع فرمائیں، لیکن یہاں چاروں طرف خط طفراء کے بالکل نہ نے موجود ہوں — پھر بھی آپ حنفی کے حنفی، ان کے مقلد، ان کے نام لیوا — لیکن ہم غریب صرف وہی بات کہر دیں، ہج خود امام صاحب نے فرمائی کہ: "اذا صحت الحديث فهو مذہبی شتوهم اما موقوں کے گستاخ، ان کے مکار اور نوجوانے کیا کیا؟

— ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

— وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مولانا، خدا کا شکارا کیجیئے کہ یہاں فقہ حنفی نافذ نہیں ہو گئی، درستہ ———!

— اور صرف فقہ حنفی پر ہی کیا سخن ہے، آپ کے ایک اور امام مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے پوچھا گیا تھا:

— عرض: قبر کا اوسخانہ ناکسائے،

ارشاد: خلاف سنت ہے۔ میرے والد ماجدہ، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں
دیکھئے، ایک بالشت سے اونچی نر ہوں گی ॥

(ملفوظات حضرت سوم ص ۲۶، مطبوعہ کراچی)

”الزبدۃ الاذکیۃ“ (ص ۲۵) میں فرمایا:

”قبر کے اوپر چانائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نازیں منزہ نہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ تواریخ سے منع فرمایا۔“

”شمار الاول“ میں کہا:

”بلندی قبر میں حدیث شرع ایک بالشت ہے“ (ص ۱۱)

— اور یہاں بلندیاں ناپنے کے لیے میڑوں کی فروخت پیش کئے ہیں — مولانا

پئے بتایے، آپ جس جس کے بھی نام لیواہیں، ان میں سے آپ نے کبھی کسی سے وفا بھی کی ہے یا نہیں؟

— پئے اس پہنچ کو ہو دیکھ لیجئے، آپ نے ص ۱۳ پر ”شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ کا ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے۔ اس سے قبل (ص ۱۲ پر اپنیں ”جناب شیخ محقق علی الاطلاق بالاتفاق شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ کے اتفاق بھی دیئے ہیں) —

انہوں نے مدارج النبوت (جلد اول ص ۲۶)، مطبع زلکشور، مصدقہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی) میں لکھا

ہے؟

رفاری عبارت کا ترجمہ:

”خری القرون میں (میں) قبر کو بلند نہ کرتے اور اس پر عمارت ایٹ اور پھر سے بناتے
اور پچھے مٹی سے لے مفبوظہ نہ کرتے اور قبر پر عمارت قبر نہ بناتے — یہ تمام کام بہت
ہیں اور نہ اپنے نہیں ہیں“

ہم عمرن کر پکے کو مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت ثابت کرنے کے سلسلہ میں آپ نے
ان کا طویل اقتباس نقل کیا ہے — ہم نے بھی انہی کا فتوی نقل کیا ہے، اس فتوی کی روشنی میں
دیکھ لیجئے، آپ اہل سنت میں سے ہیں یا اہل بدعت میں سے؟ — جن کے بارے آپ نے
نیز نظر کتابچے کے ٹائپل پر اباجامع القرآن، تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدری لیشر کافی“ کے
حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقلم کیا ہے کہ،

”عن ابن عبد الله بن ماجد رضي الله عنهما في حكم قبور المؤمنين“ (ص ۲۷)

الستة والجماعة وتسوی وجوب اهل البدع !

”ابن عباس رضي الله تعالى عنهما نے کہا کہ حضیر اقدس ملی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کو اہل سنت و جماعت کے چہرے روشن ہوں گے یہاں تک ہم نے آپ کا تحریر نقل کیا ہے، لیکن یہ نامکمل ہے، بقیہ ہم مکمل کیے دیتے ہیں :) اور اہل بیعت کے چہرے کا ہے ہوں گے : ”

اب بتائیے کہ مذکور کلام ہم تو رکھ کا ؟ — آہ !

سہ الجھا ہے پاؤں یا کا زلف دراز میں
لو کاپ اپنے رام میں سیاد آ گیا !

— مزید دیکھئے، آپ نے صفحہ اپران لوگوں کو، جو حضور مکمل بشر کتے ہیں، آپ کے علم فیب کے قال نہیں، سب سے بڑے اہل بدعت کہا ہے — اس پر بصیرہ تو بعد میں ہو گا کہ آپ کے اس فتویٰ کی رو میں کون کون آتے ہیں، فی الحال آپ کو آپ کے اپنے ”حضرت عوثم رحمۃ اللہ علیہ“ کا ایک فرمان ساریں۔ انہوں نے ”غیرۃ الطالبین“ میں ”اہل بدعت کی پہچان“ لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

”واعلم لات اہل البدعة علامات یعرفون بہا فعلامۃ

اہل البدعة الواقیعة فی اہل الاشـ۔“ (ص ۱۸۳)

”(اے طالب حق) جان لے کر اہل بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں، جن سے وہ رخود نجود رکھے جاتے ہیں — چنانچہ اہل بدعت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی برائی اور بدگولی کرنے کے عاری ہوتے ہیں !“

سہ پھیلائے تھے دام سخت قریب آشیان کے
اڑ نے زپائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے !

(جاری ہے)

